TAMSAAL
ISSN Print: 3007-5939
ISSN Online: 3007-5947
Volume 4, Number 8, 2026, Pages 105 – 121
Journal Home Page
https://tamsaal.pk/index.php/tamsaal/index

تطفیف کے تدارک میں تعلیمی وعدالتی نظام کا کردار: اسلامی تناظر میں تحقیقی جائزہ

The Role of Educational and Judicial Systems in Eradicating Tatfeef (Dishonesty): A Research Study in the Islamic Perspective

Dr. Kalsoom Paracha[1], Unsa Khan[2]

[1]*Chairperson, Professor, Department of Islamic Studies, The Women University, Multan*
[2]*PhD Scholar (Islamic Studies)*

ARTICLE INFO

Article History:

Received:	*June*	*23, 2026*
Revised:	*July*	*27, 2026*
Accepted:	*August*	*04, 2026*
Available Online:	*August*	*08, 2026*

Keywords:

Tatfif, Justice, Islamic Education, Judiciary, Accountability, Qur'an, Sunnah, Ethics, Islamic Law
.

Corresponding Author:
Unsa Khan
Email:
unsakhan213@gmail.com

DOI: *https://doi.org/10.59075/tamsaal.v4i8.120*

OPEN ACCESS

ABSTRACT

The Qur'anic concept of Tatfīf (fraud, deficiency, or injustice in measurement and rights) extends far beyond commercial dishonesty and encompasses every form of negligence, deception, and violation of human rights. The Holy Qur'an strongly condemns all manifestations of Tatfīf because they undermine justice, social harmony, and economic stability. Contemporary societies experience various forms of Tatfīf not only in trade and commerce but also in education, administration, judiciary, research, public services, and governance. This study aims to examine the role of the educational and judicial systems in preventing Tatfīf from an Islamic perspective. The research adopts a qualitative and analytical methodology based primarily on the Qur'an, Sunnah, classical Islamic jurisprudence, and contemporary scholarly literature. The study explores the conceptual framework of Tatfīf, its causes and consequences, and evaluates the preventive mechanisms established by Islamic teachings. Particular attention has been given to moral education, value-based curricula, judicial accountability, legal deterrence, and institutional supervision. The study concludes that the eradication of Tatfīf requires an integrated approach in which educational institutions cultivate honesty, trustworthiness, and accountability, while the judicial system ensures the effective implementation of justice and legal sanctions. The Prophetic model and the practices of the Rightly Guided Caliphs provide practical examples of institutional integrity and public accountability. The paper recommends strengthening ethical education, reforming legal institutions in light of Islamic principles, enhancing public awareness, and establishing transparent accountability mechanisms to minimize all forms of Tatfīf in contemporary Muslim societies.

© 2026 The Authors, Published by ULLR. This is an Open Access Article under the Creative Common Attribution (CC-BY 4.0)

تعارف

اسلام ایک ایسا کامل ضابطۂ حیات ہے جو انسانی زندگی کے ہر انفرادی اور اجتماعی شعبے میں عدل، دیانت، امانت اور حقوق

کی مکمل ادائیگی کا حکم دیتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کا بنیادی مقصد ایک ایسے معاشرے کی تشکیل ہے جس میں ہر فرد اپنے فرائض پوری دیانت داری سے ادا کرے اور دوسروں کے حقوق میں کسی قسم کی کمی یا زیادتی نہ کرے۔[i] اسی تناظر میں قرآنِ مجید نے **تطفیف** کو ایک سنگین اخلاقی، معاشی اور سماجی جرم قرار دیا ہے، کیونکہ یہ صرف ناپ تول میں کمی کا نام نہیں بلکہ ہر اس عمل کو شامل ہے جس میں کسی کے حق میں دانستہ کمی، خیانت، دھوکہ یا ناانصافی کی جائے۔ قرآنِ مجید نے سورۃ المطففین کے آغاز ہی میں تطفیف کرنے والوں کے لیے سخت وعید بیان فرمائی، جو اس جرم کی سنگینی کو واضح کرتی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ، الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ، وَإِذَا كَالُوهُمْ أَو وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ[ii]

"تباہی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے، جو لوگوں سے لیتے ہیں تو پورا لیتے ہیں، اور جب انہیں ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں۔"

یہ آیات اس حقیقت کو نمایاں کرتی ہیں کہ اسلام میں معاشی دیانت صرف انفرادی اخلاق کا مسئلہ نہیں بلکہ ایک اجتماعی، قانونی اور دینی ذمہ داری بھی ہے۔[iii]

اگرچہ تطفیف کا ابتدائی مفہوم ناپ تول میں کمی سے متعلق ہے، تاہم مفسرین، فقہاء اور معاصر اہلِ علم نے واضح کیا ہے کہ اس کا دائرہ زندگی کے تمام شعبوں تک وسیع ہے۔ آج کے دور میں سرکاری ذمہ داریوں میں غفلت، عدالتی ناانصافی، تعلیمی بدعنوانی، تحقیقی سرقہ، امتحانات میں نقل، ملازمت میں فرائض سے کوتاہی، سرکاری وسائل کا ناجائز استعمال، جعلی اسناد، معیار میں کمی، اور عوامی حقوق کی پامالی سب تطفیف کی جدید صورتیں ہیں۔ اس اعتبار سے تطفیف ایک ہمہ گیر اخلاقی بحران کی صورت اختیار کر چکی ہے۔

اسلام نے اس ہمہ گیر برائی کے خاتمے کے لیے صرف اخلاقی نصیحت پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ایک جامع تعلیمی، قانونی اور عدالتی نظام بھی فراہم کیا ہے۔ اسلامی نظامِ تعلیم افراد کے اندر تقویٰ، احساسِ ذمہ داری، امانت اور جوابدہی پیدا کرتا ہے، جبکہ اسلامی نظامِ قضاء عدل، احتساب اور قانون کے نفاذ کے ذریعے معاشرے میں انصاف قائم کرتا ہے۔ جب تعلیم اور عدل ایک دوسرے کے معاون بن جائیں تو تطفیف جیسی سماجی برائیوں کی روک تھام مؤثر انداز میں ممکن ہوتی ہے۔[iv]

موجودہ دور میں معاشی بدعنوانی، ادارہ جاتی کرپشن، عدالتی تاخیر، تعلیمی بے ضابطگی، اور اخلاقی زوال نے مسلم معاشروں کو سنگین چیلنجز سے دوچار کر رکھا ہے۔ ان مسائل کا مؤثر حل محض قانون سازی یا انتظامی اصلاحات میں نہیں بلکہ ایسے تعلیمی اور عدالتی نظام کی تشکیل میں مضمر ہے جو اسلامی اقدار پر استوار ہو۔ زیرِ نظر تحقیقی مقالہ اسی ضرورت کو سامنے رکھتے ہوئے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تعلیمی اور عدالتی نظام کے کردار کا تجزیاتی مطالعہ پیش کرتا ہے تاکہ تطفیف کے خاتمے کے لیے قابلِ عمل تجاویز مرتب کی جا سکیں۔[v]

تطفیف کا مفہوم

لغوی مفہوم

لفظ **"تطفیف"** عربی زبان کے ثلاثی مادہ **ط، ف، ف** [vi] سے مشتق ہے۔ لغوی اعتبار سے اس مادہ میں **کمی، معمولی مقدار، کنارے، اور کسی چیز کو اس کے مکمل حق سے کم کر دینے** کے معانی پائے جاتے ہیں۔ عرب اہل زبان کسی برتن میں تھوڑی سی مقدار، کسی حق میں معمولی کمی، یا کسی چیز کے کنارے کو بھی اسی مادہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ چنانچہ **"طفّ"** کے معنی ہیں کسی چیز کا حد یا کنارے تک پہنچ جانا، جبکہ "طَفِیف" اس قلیل مقدار کو کہتے ہیں جو اصل مقدار سے کم ہو۔ اسی سے بابِ تفعیل کا مصدر **"تطفیف"** بنا، جس کے معنی کسی کو اس کے استحقاق سے کم دینا، ناپ یا تول میں کمی کرنا، یا کسی حق کی مکمل ادائیگی سے گریز کرنا ہیں۔ [vii]

امام راغب اصفہانی نے مادہ "طفف" کی توضیح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ تطفیف صرف ظاہری پیمائش میں کمی کا نام نہیں بلکہ ہر اس معاملے کو محیط ہے جس میں انسان کسی دوسرے کے حق کو اس کے استحقاق سے کم کر دے۔ ان کے نزدیک قرآن مجید نے اس لفظ کو ایک وسیع اخلاقی مفہوم میں استعمال کیا ہے تاکہ انسان اپنے تمام معاملات میں عدل و انصاف کو ملحوظ رکھے۔ [viii]

علامہ فیروز آبادی لکھتے ہیں کہ **"الطَّفِیفُ"** ایسی قلیل مقدار کو کہتے ہیں جو بظاہر معمولی محسوس ہو لیکن حقیقت میں حقوق کی ادائیگی میں خلل پیدا کر دے۔ [ix] اسی بنیاد پر عربی زبان میں تطفیف اس عمل کو کہا جاتا ہے جس میں کمی خواہ بہت تھوڑی ہی کیوں نہ ہو، وہ ظلم اور خیانت کے زمرے میں شمار ہوتی ہے۔

جدید عربی لغات بھی اسی مفہوم کی تائید کرتی ہیں۔ المعجم الوسیط میں تطفیف کی تعریف یوں کی گئی ہے کہ کسی کو ناپ یا تول میں اس کے حق سے کم دینا یا کسی بھی معاملے میں واجب حق کی ادائیگی میں کمی کرنا۔ اس تعریف سے واضح ہوتا ہے کہ تطفیف محض تجارتی اصطلاح نہیں بلکہ انسانی تعامل کے تمام شعبوں میں قابلِ اطلاق ایک اخلاقی اور قانونی تصور ہے۔

لغوی تحقیق سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ "تطفیف" کا بنیادی مفہوم **"کسی کے حق میں دانستہ کمی کرنا"** ہے۔ یہ کمی مادی بھی ہو سکتی ہے اور غیر مادی بھی۔ لہٰذا اگر کوئی شخص ناپ تول میں کمی کرے، ملازم اپنی ذمہ داری پوری نہ کرے، استاد تدریسی فرائض میں غفلت برتے، قاضی انصاف میں کوتاہی کرے یا محقق علمی دیانت سے انحراف کرے، تو لغوی اعتبار سے یہ تمام صورتیں تطفیف کے مفہوم میں داخل ہو سکتی ہیں، کیونکہ ان سب میں کسی نہ کسی حق کی ادائیگی میں کمی پائی جاتی ہے۔

اصطلاحی مفہوم

اصطلاحِ شریعت میں تطفیف سے مراد یہ ہے کہ انسان دوسروں کے حقوق کی ادائیگی میں جان بوجھ کر کمی کرے، خواہ وہ کمی ناپ تول میں ہو، مالی معاملات میں ہو، ذمہ داریوں کی ادائیگی میں ہو یا عدل و انصاف کے تقاضوں میں۔ فقہائے اسلام نے اگرچہ اس اصطلاح کو زیادہ تر بیوع (خرید و فروخت) کے باب میں بیان کیا ہے، لیکن قرآنِ مجید کے عمومی اسلوب سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا اطلاق ہر اس موقع پر ہوتا ہے جہاں کسی کا حق دانستہ کم کیا جائے۔ [x]

امام قرطبی نے سورۃ المطففین کی تفسیر میں واضح کیا ہے کہ اگرچہ آیات کا ظاہری تعلق تجارتی لین دین سے ہے، لیکن ان کا مقصد ہر قسم کی خیانت اور ظلم کی ممانعت ہے۔ ان کے نزدیک ہر وہ شخص "مطفف" ہے جو اپنے لیے پورا حق وصول کرے مگر دوسروں کو ان کا مکمل حق ادا نہ کرے۔ [xi]

امام ابن کثیر بھی لکھتے ہیں کہ تطفیف دراصل ظلم کی ایک صورت ہے، کیونکہ اس میں انسان اپنے فائدے کے لیے دوسروں کے

حقوق کم کرتا ہے۔ اسلام نے اس عمل کو شدید وعید کے ساتھ بیان کیا تاکہ معاشرے میں اعتماد، دیانت اور انصاف کو فروغ حاصل ہو۔[xii]

معاصر اسلامی مفکرین نے تطفیف کے مفہوم کو مزید وسعت دیتے ہوئے اسے ہر قسم کی ادارہ جاتی بدعنوانی، انتظامی ناانصافی، تعلیمی بے ایمانی، علمی سرقہ، ملازمت میں غفلت، عدالتی تاخیر، اور عوامی حقوق کی پامالی تک پھیلا دیا ہے۔ ان کے نزدیک قرآن کا اصل مقصد ایک ایسا معاشرہ قائم کرنا ہے جہاں ہر شخص اپنا فرض مکمل دیانت کے ساتھ ادا کرے اور دوسروں کے حقوق میں کسی قسم کی کمی نہ کرے۔[xiii]

قرآن وسنت میں تطفیف

قرآنِ مجید میں تطفیف کا تصور

قرآنِ مجید نے انسانی زندگی میں عدل، دیانت، امانت اور حقوق کی ادائیگی کو بنیادی اخلاقی اصول قرار دیا ہے۔ انہی اصولوں کی حفاظت کے لیے "تطفیف" کی شدید مذمت کی گئی ہے۔ اگرچہ لفظ **"تطفیف"** صراحتاً سورۃ المطففین میں آیا ہے، لیکن اس کا مفہوم قرآنِ مجید کی متعدد آیات میں مختلف اسالیب کے ساتھ بیان ہوا ہے۔ ان آیات کا مجموعی مطالعہ یہ واضح کرتا ہے کہ اسلام صرف ناپ تول میں دیانت داری کا مطالبہ نہیں کرتا بلکہ ہر اس معاملے میں انصاف کو لازم قرار دیتا ہے جس میں کسی انسان یا معاشرے کا حق وابستہ ہو۔ اس اعتبار سے تطفیف ایک جامع اخلاقی، سماجی اور قانونی جرم ہے۔[xiv]

قرآنِ مجید میں تطفیف کی مذمت اس حقیقت کو نمایاں کرتی ہے کہ کسی کے حق میں معمولی کمی بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابلِ مواخذہ ہے۔[xv] اسلام میں عدل کا تقاضا یہ نہیں کہ انسان صرف بڑے مظالم سے بچے، بلکہ معمولی خیانت، معمولی بددیانتی اور معمولی حق تلفی سے بھی اجتناب کرے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن نے تطفیف کرنے والوں کے لیے "ویل" جیسی سخت وعید استعمال کی، جو اس جرم کی سنگینی کو ظاہر کرتی ہے۔[xvi]

قرآن کا اسلوب یہ بھی واضح کرتا ہے کہ تطفیف صرف اقتصادی جرم نہیں بلکہ ایک اخلاقی بیماری ہے، جس کی جڑ خود غرضی، حرص، دنیا طلبی اور احساسِ جوابدہی کی کمزوری میں ہوتی ہے۔ اسی لیے قرآن نے تطفیف کی مذمت کے ساتھ آخرت کی جوابدہی، میزانِ عدل اور اللہ تعالیٰ کی نگرانی کا تصور بھی پیش کیا تاکہ انسان محض قانونی سزا کے خوف سے نہیں بلکہ ایمانی شعور کی بنیاد پر دیانت دار بنے۔[xvii]

سورۃ المطففین کا موضوعاتی وتفسیری مطالعہ

تطفیف کے حوالے سے قرآنِ مجید کی بنیادی اور جامع سورت **سورۃ المطففین** ہے، جس کا آغاز نہایت شدید انداز میں ہوتا ہے:

﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ ، الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ ، وَإِذَا كَالُوهُمْ أَو وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ ، أَلَا يَظُنُّ أُولَـٰئِكَ أَنَّهُم مَّبْعُوثُونَ ، لِيَوْمٍ عَظِيمٍ ، يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ﴾[xviii]

"تباہی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے، جو لوگوں سے لیتے ہیں تو پورا لیتے ہیں، لیکن جب انہیں ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں۔ کیا وہ یہ خیال نہیں کرتے کہ انہیں ایک عظیم دن دوبارہ اٹھایا جائے گا، جس دن تمام لوگ

رب العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے؟"

ان آیات میں سب سے پہلے "ویل" کی وعید بیان کی گئی ہے، جو قرآن میں شدید ہلاکت، تباہی اور اللہ تعالیٰ کے عذاب کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تطفیف کوئی معمولی معاشی بے ضابطگی نہیں بلکہ ایسا اخلاقی جرم ہے جو پورے معاشرے کے اعتماد اور عدل کے نظام کو متزلزل کر دیتا ہے۔[xix]

آیات میں یہ بھی قابلِ توجہ ہے کہ قرآن نے مطففین کی نفسیات بیان کی ہے۔ "وہ اپنے لیے پورا حق لینے پر اصرار کرتے ہیں، لیکن دوسروں کو حق دیتے وقت کمی کرتے ہیں"۔[xx] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تطفیف کی اصل بنیاد خود غرضی، حرص اور عدل کے بجائے ذاتی مفاد کو ترجیح دینا ہے۔ یہی رویہ بعد میں معاشرتی بدعنوانی، انتظامی ناانصافی اور ادارہ جاتی فساد کی صورت اختیار کرتا ہے۔

سورۃ المطففین کی آخری آیات میں ایمان، آخرت، اعمال نامہ، جزا و سزا اور صالحین و فجار کے انجام کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن تطفیف کے علاج کے لیے صرف قانونی اقدامات پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ انسان کے عقیدہ، اخلاق اور احساسِ جوابدہی کو بھی مضبوط بناتا ہے۔ یہی اسلامی اصلاح کا امتیازی پہلو ہے۔[xxi]

دیگر قرآنی آیات میں تطفیف کی ممانعت

قرآنِ مجید نے مختلف مقامات پر ناپ تول میں دیانت اور عدل کا حکم دیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُخْسِرِينَ ، وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ، وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ﴾[xxii]

"ناپ پورا کرو اور نقصان پہنچانے والوں میں شامل نہ ہو۔ درست ترازو سے وزن کرو اور لوگوں کی چیزوں میں کمی نہ کرو اور زمین میں فساد نہ پھیلاؤ۔"

ان آیات میں "**لَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ**" کا حکم تطفیف کے مفہوم کو انتہائی وسعت دیتا ہے۔ "**بخس**" ہر اس کمی کو کہتے ہیں جس کے ذریعے کسی کے حق کو گھٹایا جائے، خواہ وہ مال ہو، عزت ہو، محنت کا معاوضہ ہو یا کوئی قانونی حق۔[xxiii] اس بنا پر مفسرین نے ان آیات کو عدلِ اجتماعی کا بنیادی اصول قرار دیا ہے۔[xxiv]

اسی طرح حضرت شعیب علیہ السلام کی دعوت میں بھی ناپ تول کی درستگی اور لوگوں کے حقوق کی مکمل ادائیگی کو بنیادی اصلاحی ایجنڈا قرار دیا گیا:

﴿وَيَا قَوْمِ أَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ﴾[xxv]

"اے میری قوم! ناپ اور تول انصاف کے ساتھ پورا کرو اور لوگوں کی چیزوں میں کمی نہ کیا کرو۔"

سنتِ نبوی ﷺ میں تطفیف کی ممانعت

قرآنِ مجید کے بعد سنتِ نبوی ﷺ نے تطفیف کی عملی ممانعت اور اس کے سدباب کے لیے واضح رہنمائی فراہم کی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے تجارت، بازار، حکومتی ذمہ داری، امانت اور باہمی معاملات میں صدق و دیانت کو ایمان کا لازمی تقاضا قرار دیا۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَرَّ عَلَى صُبْرَةِ طَعَامٍ، فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيهَا، فَنَالَتْ أَصَابِعُهُ بَلَلًا، فَقَالَ: «مَا هَذَا يَا صَاحِبَ الطَّعَامِ؟» قَالَ: أَصَابَتْهُ السَّمَاءُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: «أَفَلَا جَعَلْتَهُ فَوْقَ الطَّعَامِ كَيْ يَرَاهُ النَّاسُ؟ مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّي"[xxvi]

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک غلے کے ڈھیر کے پاس سے گزرے، آپ ﷺ نے اس میں ہاتھ ڈالا تو اندر نمی محسوس ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اے غلے والے! یہ کیا ہے؟" اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! بارش کی وجہ سے ایسا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تم نے اسے اوپر کیوں نہ رکھا تاکہ لوگ دیکھ لیتے؟ جس نے دھوکا دیا وہ مجھ سے نہیں۔"

یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ اسلام میں دھوکہ، خیانت اور حقیقت کو چھپانا تطفیف کی عملی صورتیں ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے بازار کی نگرانی کر کے یہ بھی ثابت فرمایا کہ ریاست اور اس کے ادارے معاشی دیانت کے قیام کے ذمہ دار ہیں۔ یہی اصول آگے چل کر اسلامی نظامِ حسبہ اور بازار کی نگرانی کی بنیاد بنا۔[xxvii]

تطفیف کے تدارک میں تعلیمی نظام کا کردار

تعلیمی نظام میں تطفیف کی صورتیں

اسلام میں تعلیم کا اصل مقصد صرف مادی یا معاشی پیش رفت نہیں، بلکہ انسان کی کامل اخلاقی تربیت اور تزکیہ ہے۔ تعلیم فرد میں خوفِ خدا اور امانت داری بیدار کر کے اسے باکردار اور عادل بناتی ہے۔ تطفیف جیسی برائی کا دائم تدارک اسی وقت ممکن ہے جب تعلیمی نظام کے ذریعے انسان میں آخرت کی جوابدہی اور حقوق العباد کا احساس پختہ ہو جائے۔

تعلیمی ادارے فکرِ انسانی اور نسلِ نو کی اخلاقی تربیت کی بنیادی آماجگاہ ہیں۔ اگر تعلیم محض ڈگریوں اور دنیوی جاہ و جلال تک محدود رہے تو یہ ماہرین تو پیدا کر سکتی ہے، امین اور عادل انسان نہیں۔ اسلام کے نزدیک علم نافع وہی ہے جو عمل اور تقویٰ سے آراستہ ہو کر معاصی اور استحصال کا سدباب کرے۔ لہٰذا، تطفیف کے تدارک کے لیے تعلیمی نظام کو بطور بنیادی ڈھال استعمال کرنا لازمی ہے۔ اسلام طالب علم میں "احسان" کا جذبہ بیدار کرتا ہے، جس سے ادائیگیِ فرائض کا اعلیٰ ادراک پیدا ہوتا ہے۔ یہ فکری بالیدگی اداروں میں پروان چڑھے تو حقوق کی پامالی، کام چوری اور فرائض سے غفلت کا خود بخود خاتمہ ہو جاتا ہے۔ یوں اس تربیتی پس منظر کا حامل فرد عملی زندگی میں تطفیف کے ادنیٰ شائبے سے بھی احتراز کرتا ہے۔

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ[xxviii]

وہی ہے جس نے ان پڑھ لوگوں (امّیین) میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان کے سامنے اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے، ان کا تزکیہ کرتا (انہیں پاک کرتا) ہے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے

1. **نصابِ تعلیم میں معیار اور مقصدیت کا فقدان**

تطفیف کی جدید اور پیچیدہ شکلوں کے سدِباب کے لیے مسلم ممالک، بالخصوص پاکستانی جامعات کے نصابِ تعلیم میں

بنیادی اور انقلابی تبدیلیاں وقت کی اہم ترین ضرورت ہیں۔ موجودہ نصاب میں جہاں مادی علوم اور جدید ٹیکنالوجی پر توجہ دی جا رہی ہے، وہیں تجارتی اخلاقیات اور پیشہ ورانہ دیانت داری کے اسلامی اصولوں کو نظرانداز کر دیا ہے۔ جب تک نصاب کے ذریعے طالب علموں کو یہ نہیں سکھایا جاتا کہ ناپ تول میں کمی، ملاوٹ، اور فرائض میں کوتاہی کتنے بڑے جرائم ہیں، تب تک معاشرتی اصلاح ممکن نہیں ہے۔

2. نصابِ تعلیم میں اخلاقیات کی کمی

ابتدائی تعلیمی سطح سے لے کر اعلیٰ تعلیمی مدارج تک، قرآنی احکامات اور احادیثِ نبوی کی روشنی میں معاشی دیانت داری کے ابواب کو نصاب کا لازمی حصہ بنانا چاہیے۔ خاص طور پر بزنس ایڈمنسٹریشن، معاشیات، قانون اور انجینئرنگ کے شعبوں میں "اخلاقیاتِ کار" (Work Ethics) کے موضوع پر مخصوص کورسز متعارف کروائے جانے چاہئیں۔ ان کورسز میں طالب علموں کو یہ باور کروایا جائے کہ امانت داری ہی حقیقی معاشی کامیابی اور برکت کی ضامن ہے، جبکہ تطفیف عارضی فائدے کے بعد مستقل ہلاکت کا باعث بنتی ہے۔

مزید برآں، نصابِ تعلیم کے ذریعے معاشرے میں پھیلی مادہ پرستی کے اس معیار کو توڑنے کی ضرورت ہے جس میں کامیابی کا دارومدار صرف اور صرف دولت جمع کرنے پر رکھا گیا ہے۔ تعلیم کا یہ فرض ہے کہ وہ نسلِ نو کو "اکلِ حلال" (حلال کمائی) کی اہمیت اور فضیلت سے روشناس کرائے۔ جب تعلیمی نصاب فکری طور پر یہ واضح کر دے گا کہ حرام کا ایک روپیہ بھی پوری زندگی کی عبادات کو ضائع کر سکتا ہے، تو ایک پڑھا لکھا فرد کبھی بھی معاشرے میں تطفیف کا بازار گرم نہیں کرے گا۔

«طَلَبُ كَسْبِ الْحَلَالِ فَرِيضَةٌ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ»(xxix)

حلال روزی کمانا، (دیگر الٰہی) فرائض کے بعد ایک لازم فرض ہے

3. طبقاتی نظام تعلیم

طبقاتی نظام تعلیم معاشرتی تطفیف کی ایک شکل ہے کیونکہ یہ نظام سماجی، معاشی اور تعلیمی عدم مساوات کو فروغ دیتا ہے۔ جس کے نتیجے میں چند طبقات بھاری فیس ادا کر کے اعلیٰ اور معیاری تعلیم حاصل کرتے ہیں اور دیگر طبقات اس سے محروم رہ جاتے ہیں۔ امیر طبقے کیلئے اعلیٰ تعلیمی ادارے، مہنگے سکول، کالجز اور یونیورسٹیاں میسر ہیں۔ جن میں جدید سہولیات، ماہر اساتذہِ کرام اور اس اعلیٰ اور معیاری نصاب شامل ہوتا ہے۔

4. اساتذہ کا کردار اور تعلیمی اداروں میں "اسوہ حسنہ" کا نفاذ

تعلیمی نظام میں نصاب کے بعد سب سے اہم اور بنیادی عنصر استاد کی شخصیت ہوتی ہے۔ استاد محض کتابی معلومات منتقل کرنے والا کارندہ نہیں ہوتا، بلکہ وہ نسلِ نو کا معمار اور ان کے اخلاق کا محافظ ہوتا ہے۔ تطفیف کے تدارک میں اساتذہ کا اپنا عملی کردار سب سے بڑی قوت ثابت ہو سکتا ہے۔ اگر ایک استاد خود وقت کا پابند ہے، اپنے تدریسی فرائض کو پوری دیانت داری سے ادا کرتا ہے، اور طلبہ کی جانچ (Evaluation) میں میرٹ پر قائم رہتا ہے، تو وہ اپنی عملی زندگی سے تطفیف کے خاتمے کا درس دے رہا ہوتا ہے۔

اس کے برعکس، اگر تعلیمی اداروں کے اندر اساتذہ اور انتظامیہ خود وقت کی چوری، اقربا پروری، اور میرٹ کی پامالی میں مصروف ہوں، تو یہ بذاتِ خود ایک بدترین تطفیف ہے۔ جب طلبہ اپنے سامنے اساتذہ کو اپنے فرائض میں ڈنڈی مارتے اور حقوق پورے وصول کرتے دیکھتے ہیں، تو ان کے اندر معاشی اور سماجی بد دیانتی کا بیج خود بخود بو دیا جاتا ہے۔ لہٰذا، تعلیمی اداروں کو سب سے پہلے اپنے اندرونی نظام کو تطفیف سے پاک کرنا ہوگا تاکہ وہ معاشرے کے لیے ایک رول ماڈل بن سکیں۔

رسول اللہ ﷺ نے خود کو ایک معلم کے طور پر پیش کیا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا «**إِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا**»[xxx] **بے شک مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا"** اور آپ ﷺ کا طریقہ تدریس اور اخلاقی نمونہ قیامت تک کے اساتذہ کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ اساتذہ کو چاہیے کہ وہ اپنی تدریس کے دوران جہاں دنیاوی مضامین پڑھائیں، وہیں موقع بہ موقع طلبہ کے ذہنوں میں آخرت کی جوابدہی اور حقوق العباد کا احساس پیدا کریں۔ تعلیمی اداروں میں ایسے تربیتی حلقے اور سیمینارز منعقد کیے جائیں جو طلبہ کی فکری تطہیر کریں اور انہیں معاشرے کا ایک امین شہری بنانے میں مددگار ثابت ہوں۔

5. اساتذہ کی غیر ذمہ داری

یہ ایک حقیقت ہے کہ سماج اور قوم کی تعمیر میں اساتذہ کا بڑا کردار ہے۔ وہ نہ صرف طلبہ بلکہ پورے معاشرے کیلئے قابلِ احترام ہے۔ کیونکہ استاد کا رتبہ باپ کے رتبہ کے برابر ہے۔ استاد تعلیم و تدریس کا وہ بنیادی عنصر ہے جس کے بغیر تعلیم کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کیونکہ تعلیمی سرگرمیاں استاد کے کردار گردش کرتی ہیں۔ ماہرینِ تعلیم کے بقول استاد کا کردار ایک اچھے مالی کی طرح ہے جس طرح باغ میں موجود پودوں کی افزائش مالی کی توجہ اور محنت کے بغیر نہیں ہو سکتی کیونکہ کہ ایک ایسا فریضہ ہے جو انبیاء کو بھی سونپا گیا۔ اس بابت ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ

"قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ" [xxxi]

ترجمہ :" آپ کہہ دیجئے کہ اے اہل کتاب! ایسی انصاف والی بات کی طرف آؤ جو ہم میں تم میں برابر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک بنائیں نہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر آپس میں ایک دوسرے کو ہی رب بنائیں پس اگر وہ منہ پھیر لیں تو تم کہہ دو کہ گواہ رہو ہم تو مسلمان ہیں۔"

6. تعلیمی نظام میں تطفیف کا تدارک

معاصر دور میں تعلیمی اداروں، بالخصوص جامعات کی یہ بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ تحقیق کے ذریعے تطفیف کی جدید اور پوشیدہ شکلوں کو بے نقاب کریں۔ آج کے دور میں تطفیف صرف دکان دار کے ترازو تک محدود نہیں رہی، بلکہ کارپوریٹ سیکٹر میں ملازمین کا استحصال، غیر معیاری مصنوعات کی برانڈنگ، اور دفتری اوقات میں کام چوری اس کی خطرناک ترین شکلیں بن چکی ہیں۔ جامعات کے تحقیقی شعبوں کو چاہیے کہ وہ ان معاصر معاشی جرائم پر اسلامی تناظر میں مقالاجات تحریر کروائیں اور ان کے حل تجویز کریں۔

اعلیٰ تعلیمی ادارے اس سلسلے میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں، جہاں طلبہ و طالبات کو معاشی اور سماجی انصاف کا سفیر

بنایا جا سکتا ہے۔ تعلیمی اداروں کے اندر باقاعدگی سے ایسے سیمینارز، ویبینارز اور کانفرنسز منعقد ہونی چاہئیں جن میں علماء، معاشی ماہرین اور قانونی دانشور مل کر تطفیف کے سدِباب کے لیے عملی حکمتِ عملی وضع کریں۔ ان سرگرمیوں سے نہ صرف طلبہ کا علمی افق وسیع ہوگا بلکہ معاشرے میں ایک مثبت بحث کا آغاز ہوگا۔

اس کے علاوہ، تعلیمی اداروں کو جدید میڈیا اور ڈیجیٹل پلیٹ فارمز کا سہارا لے کر وسیع پیمانے پر آگاہی مہمات چلانی چاہئیں کیونکہ آج کی نسل سوشل میڈیا سے بہت زیادہ متاثر ہوتی ہے۔ شارٹ ویڈیوز، بلاگز اور سوشل میڈیا پوسٹس کے ذریعے تطفیف کے معاشرتی اثرات اور قرآنی وعیدوں کو عام کیا جائے۔ جب تعلیم اور جدید ابلاغ مل کر معاشرے کے ضمیر کو جھنجھوڑیں گے، تو تطفیف کے اسباب کا جڑ سے خاتمہ ممکن ہو سکے گا۔

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ۖ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ(xxxii)

اور نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو، اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون نہ کرو

تعلیمی نظام میں تدارکِ تطفیف کی اصلاحات

موجودہ دور کے تعلیمی نظام کے ڈھانچے، نصاب اور تدریسی اسلوب میں تطفیف (حقوق و فرائض میں کمی اور میرٹ کی پامالی) کے عملی تدارک کے لیے ہمیں درج ذیل بنیادی ترجیحات کو ملحوظِ خاطر رکھنا چاہیے۔

۱. نظریاتی و فکری اصلاح (Ideological Foundations & Conceptual)

- مفہومِ تطفیف کی تشریح: نصاب میں تطفیف کے روایتی تصور (محض ناپ تول میں کمی) کو وسعت دے کر جدید شکلوں، جیسے وقت کی چوری، ملازم کا استحصال، اور ذہنی سرقہ کو شامل کیا جائے۔
- خوفِ خدا اور احتسابِ آخرت کا احیاء: تعلیمی سرگرمیوں کا بنیادی محور طلبہ میں یہ احساس بیدار کرنا ہونا چاہیے کہ وہ اپنے ہر دنیاوی معاملے اور حق کی ادائیگی میں ربِ کائنات کے سامنے جوابدہ ہیں۔
- رزقِ حلال اور برکت کے تصور کا فروغ: مادہ پرستانہ کامیابی (صرف دولت کمانا) کے بجائے، حلال کمائی کی اہمیت اور اس سے زندگی میں پیدا ہونے والی برکت کو تعلیمی ترجیح بنایا جائے۔

۲. نصاب اور تدریسی اصلاحات (Pedagogical Reforms & Curriculum)

- پیشہ ورانہ اخلاقیات (Professional Ethics) کا لزوم: تمام پیشہ ورانہ ڈگریوں (بزنس، میڈیکل، انجینئرنگ، لاء) میں اسلامی اخلاقیاتِ کار اور حقوق العباد کا مستقل کورس لازمی قرار دیا جائے۔
- امتحانی نظام کی تطہیر: رٹا سسٹم اور نقل کے رحجان کا خاتمہ کیا جائے، کیونکہ امتحان میں ناجائز ذرائع سے نمبر حاصل کرنا طالب علمی کے دور کی سب سے بڑی تطفیف ہے۔
- عملی تدریسی ماڈل (Applied Ethics): اخلاقیات کو صرف کتابی حد تک پڑھانے کے بجائے، عملی کیس اسٹڈیز

(Case Studies) کے ذریعے سکھایا جائے کہ عملی زندگی میں بددیانتی کے معاشرے پر کیا اثرات ہوتے ہیں۔

۳. ادارہ جاتی میرٹ اور انتظامی شفافیت (Governance & Institutional Merit)

- میرٹ پر بلا امتیاز بھرتیاں: تعلیمی اداروں میں اساتذہ اور عملے کا تقرر خالصتاً اہلیت کی بنیاد پر ہو، کیونکہ سفارش یا رشوت سے نااہل کو رکھنا پورے نظام کی حق تلفی ہے۔
- وقت کی امانت داری کا نفاذ: بائیو میٹرک حاضری اور دیگر جدید ذرائع سے اساتذہ اور طلبہ دونوں کے لیے اوقاتِ کار کی پابندی کو سختی سے نافذ کیا جائے۔
- شفاف تشخیصی نظام (Transparent Grading): طلبہ کے پیپرز کی مارکنگ اور گریڈنگ میں کسی بھی قسم کی جانبداری یا اقربا پروری کا مکمل خاتمہ کیا جائے تاکہ کسی کا حق نہ مارا جائے۔

۴. اساتذہ کی تربیت اور رول ماڈلنگ (Role Modeling & Teacher Training)

- اساتذہ کی اخلاقی ورکشاپس: اساتذہ کی پیشہ ورانہ تربیت کے پروگراموں میں "اسوہ حسنہ بحیثیت معلم" کو بنیادی ترجیح بنایا جائے تاکہ وہ طلبہ کے لیے عملی نمونہ بن سکیں۔
- ٹیوٹر اور مانیٹرنگ سسٹم کا قیام: جامعات اور مدارس میں اساتذہ کو طلبہ کا اخلاقی نگران (Mentor) بنایا جائے جو ان کی فکری سمت کا باقاعدگی سے جائزہ لیں۔

۵. جدید ابلاغ، تحقیق اور سوسائٹیز (Co-curricular Interventions & Research)

- تحقیقی مقالاجات کا رجحان: پی ایچ ڈی اور ایم فل کی سطح پر عصرِ حاضر میں کارپوریٹ، بیوروکریسی اور نظامِ تعلیم میں ہونے والی تطفیف پر سائنسی اور شرعی تحقیق کروائی جائے۔
- مخالفِ تطفیف سوسائٹ (Anti-Corruption Societies): اداروں میں طلبہ کی سطح پر ایسی سوسائٹیز قائم کی جائیں جو سیمینارز اور ڈراموں کے ذریعے حقوق العباد کی پاسداری کا شعور پھیلائیں۔
- ڈیجیٹل میڈیا کا تعلیمی استعمال: جامعات کے آئی ٹی شعبہ جات کو متحرک کر کے سوشل میڈیا پر تطفیف کے نقصانات سے آگاہی کے لیے مختصر ویڈیوز اور بلاگز بنانے کو تعلیمی اسائنمنٹ کا حصہ بنایا جائے۔
- جامعہ اور سوسائٹی کا رابطہ (Community Outreach): تعلیمی اداروں کو تاجر برادری اور چیمبر آف کامرس کے ساتھ جوڑا جائے تاکہ طلبہ عملی منڈیوں میں جا کر امانت داری اور ناپ تول کے اسلامی اصولوں کی مہم چلا سکیں۔

عدالتی نظام میں تطفیف کی صورتیں

اسلامی ریاست کے بنیادی مقاصد میں عدل کا قیام، مظلوم کی دادرسی، حقوق کی حفاظت اور ظلم و فساد کا خاتمہ شامل ہے۔ تطفیف چونکہ محض انفرادی اخلاقی کمزوری نہیں بلکہ ایک ایسا جرم ہے جو معاشی، سماجی اور انتظامی نظام کو متاثر کرتا ہے،

اس لیے اس کے تدارک میں ایک مضبوط، غیر جانبدار اور مؤثر عدالتی نظام ناگزیر ہے۔ قرآنِ مجید نے عدل کو اسلامی حکومت کی اساس قرار دیا ہے اور قضا و انصاف کو ایسی ذمہ داری بتایا ہے جس میں کسی قسم کی جانبداری، اقربا پروری یا مصلحت پسندی کی گنجائش نہیں۔[xxxiii] چنانچہ اسلامی عدالتی نظام صرف مجرم کو سزا دینے کا ذریعہ نہیں بلکہ معاشرے میں انصاف، اعتماد اور قانون کی بالادستی قائم کرنے کا ایک جامع ادارہ ہے۔

اسلامی قانون میں عدلیہ کو محض تنازعات کے تصفیے تک محدود نہیں رکھا گیا بلکہ اسے حقوق العباد کے تحفظ، امانتوں کی ادائیگی، مالی معاملات کی نگرانی، معاہدات کی پاسداری اور معاشرتی نظم کے استحکام کا ضامن بنایا گیا ہے۔ تطفیف کے مختلف مظاہر، جیسے ناپ تول میں کمی، دھوکہ دہی، جعل سازی، خیانت، مالی بدعنوانی اور عوامی حقوق کی پامالی، اس وقت مؤثر انداز میں ختم ہو سکتے ہیں جب عدالتی نظام آزاد، شفاف اور قانون کے مطابق فیصلے کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

اسلامی عدالتی نظام کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ ظاہری انصاف کے ساتھ باطنی جوابدہی کا شعور بھی پیدا کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن نے عدل کو تقویٰ کے ساتھ جوڑا ہے، تاکہ قاضی، گواہ، مدعی اور مدعا علیہ سب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی جوابدہی کو پیشِ نظر رکھیں۔ اس طرح عدالتی نظام محض قانونی ادارہ نہیں رہتا بلکہ ایک اخلاقی و دینی ذمہ داری کی صورت اختیار کر لیتا ہے، جو تطفیف جیسے جرائم کے سدباب میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔

1. عدالتی عملے کے ہاں تطفیف کی صورتیں

اسلامی شریعت میں عدل کو ریاست کا بنیادی ستون قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿**إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ**﴾[xxxiv] "بے شک اللہ انصاف، احسان اور قرابت داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی، برائی اور زیادتی سے منع فرماتا ہے۔"

یہ آیت اسلامی عدالتی نظام کا بنیادی منشور ہے۔ عدل کا تقاضا یہ ہے کہ ہر شخص کو اس کا حق بلا کم و کاست دیا جائے اور کسی کے حق میں کمی نہ کی جائے۔ یہی اصول "تطفیف کے انسداد کی بنیاد ہے، کیونکہ تطفیف دراصل عدل کے خلاف اور ظلم کی ایک شکل ہے"۔[xxxv]

2. جانبداری اور سفارشیں

عدالتی نظام میں جانبداری اور سفارش حق اور انصاف کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔ جب فیصلوں کی بنیاد سچائی کے بجائے کسی کی سفارش یا ذاتی تعلق پر رکھی جاتی ہے، تو یہ عدل میں شدید تطفیف کے مترادف ہے۔ اس برائی کے تدارک کے لیے ججوں اور عدالتی عملے کی سخت نگرانی اور شفافیت کو یقینی بنانا انتہائی ضروری ہے۔

3. قوانین کا ادھورا مطالعہ

قوانین کے گہرے اور مکمل مطالعے کے بغیر درست انصاف کی فراہمی ناممکن ہے۔ قانون کی ناقص سمجھ اور سطحی مطالعے کے باعث اکثر غلط فیصلے صادر ہوتے ہیں، جو مظلوم کے حق پر ڈاکہ ڈالتے ہیں۔ اس مسئلے کے حل کے لیے وکلاء اور ججوں کی مسلسل تعلیمی تربیت اور تکنیکی مہارت میں اضافہ لازمی ہے تاکہ قانونی باریکیوں کا صحیح استعمال ہو۔

4. مقدمات کو غیر ضروری طول دینا

مقدمات میں بلاجواز تاخیر اور طوالت سائلین کے لیے ایک اذیت بن چکی ہے۔ "انصاف میں تاخیر، انصاف سے انکار ہے" کے اصول کے تحت کیسز کو لمبا کرنا بھی انصاف کے معیار میں تطفیف ہے۔ اس رویے کے تدارک کے لیے عدالتی کارروائی کے لیے وقت کی پابندی اور سخت حدود مقرر کی جائیں تاکہ لوگوں کو بروقت انصاف مل سکے۔

5. جھوٹے مقدمات اور غلط بیانی

عدالتوں میں جھوٹے دعوے اور غلط بیانی انصاف کے عمل کو گمراہ کرتے ہیں اور عدالت کا قیمتی وقت ضائع کرتے ہیں۔ سچی گواہی اور شفافیت کے بغیر عدالتی نظام میں سچائی قائم نہیں رہ سکتی۔ اس کا تدارک صرف اسی صورت ممکن ہے کہ جھوٹے مقدمات قائم کرنے اور غلط بیانی کرنے والوں کے خلاف سخت قانونی سزا اور جرمانے عائد کیے جائیں۔

6. سائلین کا معاشی استحصال

انصاف کے حصول کے دوران سائلین سے غیر ضروری اخراجات، بھاری فیسیں اور رشوت وکیلوں یا عملے کی جانب سے معاشی استحصال کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ یہ عمل غریب طبقے کے لیے انصاف کے دروازے بند کر دیتا ہے۔ اس استحصالی نظام کو ختم کرنے کے لیے قانونی امداد کے اداروں کو فعال بنانے اور عدالتی اخراجات کی حد مقرر کرنے کی ضرورت ہے۔

7. ناقص اور جانبدارانہ تفتیش

کسی بھی مقدمے کی بنیاد تفتیش پر ہوتی ہے، اور اگر تفتیش ہی ناقص یا جانبدارانہ ہو تو پورا عدالتی نظام مفلوج ہو جاتا ہے۔ غلط اور ادھوری تفتیش کی وجہ سے مجرم بچ نکلتے ہیں اور بے گناہ سزا پاتے ہیں۔ تفتیشی نظام کو جدید ٹیکنالوجی سے لیس کرنا اور غیر جانبدارانہ پیشہ ورانہ معیار قائم کرنا اس کا بہترین تدارک ہے۔

ابن فرحون نے "تبصرۃ الحکام" میں لکھا ہے کہ "عدل کی فراہمی میں تاخیر بھی بعض اوقات تطفیف کی ایک صورت بن جاتی ہے، کیونکہ اس سے مظلوم کے حق کے حصول میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے"۔[xxxvi] اسلامی فقہ میں قاضی کو غیر ضروری تاخیر، جانبداری اور غفلت سے سختی کے ساتھ منع کیا گیا ہے، تاکہ لوگوں کا اعتماد عدالتی نظام پر برقرار رہے۔

قضاء (Judiciary) اور حقوق العباد کا تحفظ

اسلامی عدلیہ کی بنیادی ذمہ داری حقوق العباد کی حفاظت ہے۔ اگر کوئی شخص مالی، معاشی یا سماجی معاملات میں کسی دوسرے کا حق کم کرے تو عدالت اس کے حق کی بحالی کی ذمہ دار ہے۔ اسی لیے قاضی کو شریعت میں امانت دار، دیانت دار، باصلاحیت اور غیر جانبدار ہونا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿**إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ**﴾[xxxvii] بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے حق داروں کے سپرد کرو، اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔"

نظامِ حسبہ اور بازار کی نگرانی

اسلامی تہذیب میں تطفیف کی روک تھام کے لیے صرف عدالتیں ہی نہیں بلکہ نظامِ حسبہ بھی قائم کیا گیا، جو بازاروں، تجارتی مراکز اور عوامی معاملات کی نگرانی کرتا تھا۔ محتسب اس بات کو یقینی بناتا تھا کہ تاجر ناپ تول میں کمی نہ کریں، اشیائے خوردونوش میں ملاوٹ نہ ہو، قیمتوں میں ناجائز ہیرا پھیری نہ کی جائے اور عوام کے حقوق محفوظ رہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے خود مدینہ کے بازار کا معائنہ فرمایا اور دھوکہ دہی کرنے والے تاجر کی اصلاح کی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی حکومت بازار کی نگرانی اور تجارتی دیانت کے قیام کی ذمہ دار ہے۔ جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "**مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّي**" جس نے دھوکہ دیا وہ مجھ سے نہیں۔" رسول اللہ ﷺ کے یہ الفاظ واضح ہدایت ہیں اگر ہم اصلاح کی بابت راہنمائی حاصل کرنا چاہیں۔

مؤثر احتساب اور تعزیری نظام

اسلامی قانون میں احتساب (Accountability) عدالتی نظام کا لازمی جزو ہے۔ جب قانون کی خلاف ورزی پر بروقت اور منصفانہ کارروائی کی جائے تو جرائم کی روک تھام ہوتی ہے اور معاشرے میں قانون کا احترام پیدا ہوتا ہے۔ تطفیف کے مختلف مظاہر، مثلاً مالی خیانت، عوامی وسائل میں بدعنوانی، جعلی دستاویزات، رشوت اور امانت میں خیانت، تعزیری جرائم کے دائرے میں آسکتے ہیں، جن کے لیے اسلامی حکومت حالات کے مطابق مناسب سزا مقرر کر سکتی ہے۔

عدالتی آزادی اور قانون کی بالادستی

تطفیف کے خاتمے کے لیے ضروری ہے کہ عدلیہ ہر قسم کے سیاسی، مالی، سماجی اور انتظامی دباؤ سے آزاد ہو۔ اگر عدالتیں خود جانبداری کا شکار ہو جائیں تو مظلوم کا اعتماد ختم ہو جاتا ہے اور معاشرے میں بدعنوانی فروغ پاتی ہے۔ اسلامی تاریخ میں خلفائے راشدین نے قانون کی بالادستی کا جو نمونہ پیش کیا، اس سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام میں حکمران اور عام شہری سب قانون کے سامنے برابر ہیں۔ حضرت عمر بن خطابؓ کا قول ہے:

«مَتَى اسْتَعْبَدْتُمُ النَّاسَ وَقَدْ وَلَدَتْهُمْ أُمَّهَاتُهُمْ أَحْرَارًا؟» (xxxviii)

"تم نے لوگوں کو کب سے غلام بنا لیا، حالانکہ ان کی ماؤں نے انہیں آزاد پیدا کیا ہے؟"

جب قانون سب پر یکساں نافذ ہو، فیصلے شفاف ہوں اور عدلیہ آزادانہ کام کرے تو تطفیف کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے، کیونکہ ہر فرد جانتا ہے کہ حق تلفی، بدعنوانی اور خیانت کا قانونی محاسبہ یقینی ہے۔

تجزیہ:

مندرجہ بالا سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ اسلامی عدالتی اور تعلیمی نظام تطفیف کے انسداد کا ایک بنیادی اور ناگزیر ستون ہے۔ قرآن وسنت نے عدل، امانت، احتساب اور قانون کی بالادستی کو ایسا جامع نظام عطا کیا ہے جو نہ صرف ناپ تول میں کمی بلکہ ہر قسم کی مالی، انتظامی، تعلیمی، تجارتی اور سماجی حق تلفی کی روک تھام کرتا ہے۔ قضاء، نظامِ حسبہ، مؤثر احتساب،

تعزیری قوانین اور عدالتی آزادی مل کر ایک ایسا معاشرہ تشکیل دیتے ہیں جہاں حقوق کی حفاظت، ذمہ داریوں کی ادائیگی اور انصاف کا غلبہ یقینی بنتا ہے۔ عصر حاضر میں اگر اسلامی عدالتی اصولوں کو شفافیت، غیر جانب داری اور مؤثر نفاذ کے ساتھ اختیار کیا جائے تو تطفیف کی روایتی اور جدید دونوں صورتوں کا مؤثر تدارک ممکن ہے۔

ہمارے موجودہ تعلیمی اور عدالتی نظام میں تطفیف (ناپ تول میں کمی، ملاوٹ، رشوت، نقل کلچر، رٹہ بازی اور تجارتی بددیانتی) کے مؤثر تدارک کے لیے روایتی طریقوں سے ہٹ کر جدید، تیز رفتار اور سخت اصلاحات کی ضرورت ہے۔

عدالتی ڈھانچے اور طریقہ کار میں اصلاحات

1) **صارفین عدالتوں (Consumer Courts) کا دائرہ کار:** ملک کے ہر ضلع اور تحصیل کی سطح پر فعال صارفین عدالتیں قائم کی جائیں تاکہ عام شہری کی رسائی آسان ہو

2) **سمری ٹرائلز (Summary Trials) کا نفاذ:** تطفیف کے مقدمات کے لیے طویل عدالتی کارروائی کے بجائے سمری ٹرائل کا طریقہ اپنایا جائے، جہاں زیادہ سے زیادہ ۱۵ سے ۳۰ دنوں کے اندر فیصلہ لازمی ہو

3) **موبائل کورٹس اور آن دی اسپاٹ فیصلے:** تجارتی مراکز اور بازاروں کے لیے خصوصی موبائل کورٹس (سفری عدالتیں) تشکیل دی جائیں جو موقع پر ہی شکایت سن کر جرمانے یا دکان سیل کرنے کا حکم جاری کر سکیں

4) **شواہد کے لیے ڈیجیٹل لیبز کا قیام:** ملاوٹ اور ناپ تول کے پیمانوں کی فوری سائنسی جانچ کے لیے عدالتوں کے ماتحت جدید اور خود مختار فرانزک لیبز قائم کی جائیں، تاکہ شواہد کی فراہمی میں تاخیر نہ ہو

5) **آن لائن پورٹل اور ایپ کے ذریعے شکایات:** عدالتیں ایک مرکزی آن لائن پورٹل متعارف کروائیں جہاں شہری تصویر یا ویڈیو ثبوت کے ساتھ تطفیف کی شکایت درج کرا سکیں اور اس پر فوری عدالتی سمری ایکشن ہو

6) **سزاؤں اور جرمانوں کے نظام میں سختی**

i) جرمانے کی رقم میں بھاری اضافہ: موجودہ معمولی جرمانوں کو ختم کر کے انہیں تاجر یا کمپنی کے سالانہ ٹرن اوور (Turnover) کے متناسب کیا جائے تاکہ جرمانہ واقعی ایک سزا لگے

ii) تکرارِ جرم پر لائسنس کی منسوخی: جو تاجر یا ادارہ دوسری یا تیسری بار تطفیف کا مرتکب پایا جائے، عدالت اس کا تجارتی لائسنس مستقل طور پر منسوخ کرنے کا حکم دے

iii) مجرموں کی عوامی رسوائی (Public Shaming): سزا یافتہ دکانوں، برانڈز یا فیکٹریوں کے نام اخبارات، سوشل میڈیا اور عدالتی ویب سائٹس پر پبلک کیے جائیں اور ان کی دکانوں کے باہر "سزا یافتہ" کے بورڈ آویزاں کیے جائیں

iv) لازمی قید کی سزائیں: مالی جرمانوں کے ساتھ ساتھ تطفیف کے سنگین مقدمات (جیسے بڑے پیمانے پر ذخیرہ اندوزی یا جان لیوا ملاوٹ) میں کم از کم ۶ ماہ سے ۳ سال تک کی لازمی قید کی سزا سنائی جائے

7) **انتظامیہ اور معائنہ ٹیموں (Inspection Teams) کا احتساب**

i) مجسٹریٹس کی کارکردگی کی عدالتی مانیٹرنگ: پرائس کنٹرول مجسٹریٹس اور اوزان و پیمائش کے جانچ پڑتال و معائنہ والی ٹیموں کو عدالت کے سامنے جوابدہ بنایا جائے کہ انہوں نے اپنے علاقے میں معائنہ کیے

ii) کرپٹ افسران کے لیے سخت سزائیں: اگر کوئی سرکاری انسپکٹر یا افسر کسی تاجر کو تطفیف پر تحفظ دیتے ہوئے یا رشوت لیتے ہوئے پکڑا جائے، تو عدالت اسے عبرتناک سزا دے

iii) خفیہ چھاپہ مار ٹیموں (Ghost Shoppers) کی اجازت: عدالتیں انتظامیہ کو ایسے خفیہ خریدار بھیجنے کا قانونی اختیار دیں جو عام گاہک بن کر پیمائش اور معیار کو چیک کریں

8) صارفین کے حقوق کا تحفظ اور ترغیبات

i) متاثرہ صارف کو فوری ہرجانے کی ادائیگی: جرمانے کی رقم کا ایک بڑا حصہ (کم از کم ۵۰٪) اس خریدار کو بطور ہرجانہ دیا جائے جس کے ساتھ تطفیف کی گئی، تاکہ شہریوں میں شکایت درج کرانے کا حوصلہ بڑھے

ii) مخبروں (Whistleblowers) کا تحفظ اور انعام: بڑی کمپنیوں یا فیکٹریوں کے اندر سے تطفیف کی مخبری کرنے والے ملازمین کو قانونی تحفظ اور بھاری مالی انعام دینے کا عدالتی طریقہ کار وضع کیا جائے

iii) مفت قانونی معاونت (Free Legal Aid): غریب یا کم پڑھے لکھے شہریوں کے لیے صارفین عدالتوں میں سرکاری خرچے پر وکیل یا قانونی مشیر فراہم کیے جائیں

9) آگاہی، ٹیکنالوجی اور شفافیت

i) ڈیجیٹل سکیلز (Digital Scales) کا لازمی عدالتی حکم: عدالتیں مارکیٹ کمیٹیوں کو پابند کریں کہ روایتی باٹوں (Weights) کے بجائے صرف تصدیق شدہ ڈیجیٹل وزن کرنے والی مشینیں استعمال کی جائیں اور ایسا نہ کرنے والوں کو دکانیں کھولنے کی اجازت نہ ہو

ii) عدالتی فیصلوں کی سالانہ رپورٹ: ہر سال تطفیف کے خلاف کیے گئے عدالتی فیصلوں اور جرمانوں کی تفصیلی رپورٹ پبلک کی جائے تاکہ عوام کا عدالتی نظام پر اعتماد بحال ہو

iii) چیمبر آف کامرس کا تعاون: عدالتیں تاجر تنظیموں اور چیمبر آف کامرس کو پابند کریں کہ وہ اپنے ممبران کے لیے اخلاقی اور قانونی ضابطہ اخلاق نافذ کریں، اور خلاف ورزی کرنے والوں کی رکنیت معطل کریں

iv) سکولوں اور کالجوں میں قانونی آگاہی: اعلیٰ عدالتیں حکومت کو ہدایت جاری کریں کہ نصاب میں صارفین کے حقوق اور تطفیف کے قانونی و سماجی نقصانات سے متعلق بنیادی اسباق شامل کیے جائیں

v) عوامی مفادِ عامہ کی مقدمہ بازی (Public Interest Litigation: PIL): عدالتیں عوامی مفاد کے تحت (Suo-Moto یا PIL کے ذریعے) مارکیٹ میں اوزان و پیمائش کے پورے نظام کا خود نوٹس لے کر حکومت کو جامع پالیسی بنانے پر مجبور کریں۔

خلاصہ بحث

زیرِ نظر متن میں تعلیمی نظام کے ڈھانچے، نصاب اور تدریسی اسلوب میں تطفیف (حقوق و فرائض کی کمی اور میرٹ کی پامالی) کے عملی خاتمے کے لیے ایک جامع فکری و عملی خاکہ پیش کیا گیا ہے۔ اس مہم کا پہلا بنیادی محور طلبہ اور اساتذہ کی فکری اصلاح ہے، جس کے تحت نصاب میں تطفیف کے مفہوم کو وسعت دے کر وقت کی چوری اور ذہنی سرقہ جیسی جدید شکلوں کو شامل کرنے اور رزقِ حلال کی اہمیت بیدار کرنے پر زور دیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی نصابی و امتحانی اصلاحات کے ذریعے پیشہ ورانہ اخلاقیات کے لازمی کورسز متعارف کرانے، رٹا سسٹم اور نقل کا خاتمہ کرنے، اہلیت کی بنیاد پر اساتذہ کے تقرر اور شفاف گریڈنگ سسٹم کو نافذ کرنے کی سفارش کی گئی ہے۔ مزید برآں، اعلیٰ سطح پر سائنسی تحقیق، مخالفِ تطفیف سوسائٹیز کے قیام اور ڈیجیٹل میڈیا کے مثبت استعمال کے ذریعے طلبہ کو معاشرے اور منڈیوں کے اسلامی اصولوں سے جوڑنے کی تجویز دی گئی ہے۔

دوسرا اہم پہلو تطفیف کے تدارک کے لیے عدالتی نظام کا متحرک کردار، انتظامی مانیٹرنگ اور جدید ٹیکنالوجی کا نفاذ ہے۔ اس مقصد کے لیے ملک گیر سطح پر صارفین عدالتوں کے دائرہ کار کو بڑھانے، ۱۵ سے ۳۰ دن کے اندر سمری ٹرائلز کے ذریعے تیز رفتار فیصلے کرنے، موبائل کورٹس کے قیام اور آن لائن شکایات پورٹل متعارف کرانے کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے۔ عدالتی نظام کو مؤثر بنانے کے لیے کمپنی کے سالانہ ٹرن اوور کے متناسب بھاری جرمانے، تجارتی لائسنس کی منسوخی، عوامی رسوائی اور لازمی قید جیسی سخت سزائیں تجویز کی گئی ہیں۔ اس کے ساتھ ہی پرائس کنٹرول مجسٹریٹس کی کڑی نگرانی، کرپٹ افسران کے احتساب، متاثرہ خریدار کو جرمانے کا نصف حصہ بطور ہرجانہ دینے، تصدیق شدہ ڈیجیٹل سکیلز کا پابند بنانے اور اعلیٰ عدالتوں کی جانب سے پبلک انٹرسٹ لٹیگیشن (PIL) کے تحت حکومت کو جامع قومی پالیسی بنانے پر مجبور کرنے جیسے دور رس اقدامات کو ناگزیر قرار دیا گیا ہے۔

حوالہ جات

---

0 قرآن کریم

i ابو جعفر محمد بن جریر الطبری، جامع البیان، دار ہجر، قاہرہ، ج24، ص491

ii قرآن کریم، سورۃ المطففین، الآیات: 1–3

iii ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، دار طیبہ، ریاض، ج8، ص335

iv ابو الحسن علی الماوردی، الأحكام السلطانية، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ص240–265؛

ابن تیمیہ، السياسة الشرعية في إصلاح الراعي والرعية، دار عالم الفوائد، مکہ، ص21–45

v تقی عثمانی، اسلام اور جدید معیشت و تجارت، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، ص:41

vi ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب، دار صادر، بیروت، مادہ: "طفف"، ج9، ص226

vii الزبیدی، محمد مرتضیٰ، تاج العروس، مادہ: (طفف)، دار الھدایہ، ج24، ص112

مجمع اللغة العربية، المعجم الوسيط، ماده: (طفف)، مكتبة الشروق الدولية، قاهره، ج2، ص576

viii الراغب الأصفہانی، مفردات ألفاظ القرآن، مادہ: (طفف)، دار القلم، دمشق، ص520

ix الفیروز آبادی، القاموس المحیط، مادہ: (طفف)، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ص1037

x الکاسانی، علاء الدین، بدائع الصنائع، دار الکتب العلمیۃ، ج5، ص183

ابن رشد، بداية المجتهد، دار الحدیث، ج2، ص162

xi القرطبی، الجامع لأحکام القرآن، تفسیر سورۃ المطففین، دار الكتب المصرية، قاهرة ، ج19، ص248

xii ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، تفسیر سورۃ المطففین، دار طیبہ، لاہور، ج8، ص339

xiii الدكتور يوسف القرضاوى، الخصائص العامة للإسلام، مكتبة وهبة، قاهرة، ص198

xiv الطبری، محمد بن جریر، جامع البیان عن تأویل آي القرآن، دار ہجر، قاہرہ، ج24، ص512

xv القرطبی، الجامع لأحکام القرآن، ج19، ص247

xvi الرازی، فخر الدین، مفاتیح الغیب، دار إحیاء التراث العربي، ج31، ص96

---

xvii السعدي، عبد الرحمن بن ناصر، تیسیر الکریم الرحمن في تفسیر کلام المنان، ص914

xviii القرآن، سورة المطففین، آیت:1-6

xix الطبری، جامع البیان، ج24، ص513،

القرطبي، الجامع لأحکام القرآن، ج19، ص248

xx ابن عاشور، التحریر والتنویر، ج30، ص191

xxi ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ج8، ص344

xxii القرآن، سورة الشعراء، 26:181–183

xxiii القرطبي، الجامع لأحکام القرآن، ج13، ص135

xxiv الرازی، مفاتیح الغیب، ج24، ص196

xxv القرآن، سورة ہود، آیت:11

xxvi صحیح مسلم، حدیث:102

xxvii صحیح مسلم، الأحكام السلطانية، باب الحسبة، حدیث:102

xxviii قرآن مجید، سورۃ الجمعہ، آیت:2

xxix الشعب للإمام البیھقي، باب في المکاسب، حدیث:8367

xxx سنن ابن ماجہ، مقدمة، باب فضل العلماء والحث على طلب العلم، حدیث:229

xxxi القرآن الکریم، سورت آل عمران، آیت:64

xxxii القرآن، سورة المائدہ، آیت:2

xxxiii الماوردي، الأحکام السلطانیة، دار الحدیث، ص83

xxxiv القرآن، سورة النحل، 16:90

xxxv القرطبي، الجامع لأحکام القرآن، دار الکتب المصریة، ج10، ص165

xxxvi ابن فرحون، تبصرة الحکام، ج1، ص43

xxxvii القرآن، سورة النساء، آیت:58

xxxviii ابن عبد الحکم، فتوح مصر وأخبارها، ص290